یہ ایک ایسی غلطی ہے کہ جانباز مرزا مرحوم جیسا باخبر آدمی بھی ''کاروانِ احرار'' جلد پنجم میں اسی فروگزاشت کو دہرائے بغیر نہ رہ سکا۔ راقم الحروف حیران ہے کہ ۱۹۶۲ء سے لے کر آج تک مجلس تحفظ ختم نبوت کہ جس کی عقیدۂ ختم نبوت کے لیے تاریخی جدو جہد ہماری ملی تاریخ کا روشن باب ہے۔ کیا اس جماعت کے لیے ختم نبوت کے تحفظ کی خدمت کا یہ اعزاز کچھ کم ہے کہ اسے خواہ مخواہ نئے سے نئے ''سنِ ولادت'' مہیا کر کے تاریخ کو مسخ کیا جائے کہ پہلے اسے ۱۹۵۴ء پھر ۱۹۴۹ء اور اب ۱۹۳۴ء کی پیدائش بتایا جا رہا ہے۔ آج تک ہم سب مرزا غلام احمد قادیانی کی مختلف تاریخ ہائے ولادت کے متعلق قادیانی مصنفین کے بیانات کو تعریض و تشنیع کا نشانہ بناتے چلے آرہے ہیں۔ کیا اب آپ مجلس کے سالِ ولادت کو بھی مباحث کا ہدف بنانے کا عزم رکھتے ہیں؟

آپ اگر اپنے شیخ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان قدس اللہ سرہ العزیز امیر ہفتم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے حسب ذیل فرمان مبارک پر ہی اعتماد کر لیتے تو یقیناً آپ کو اپنی منزل مل جاتی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا تھا کہ:

> ''۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد...... کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انھوں نے الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد رکھی۔''
>
> (تحریک ختم نبوت، منزل بہ منزل'' صفحہ ۲۷۔ از حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ)

میرا خیال ہے کہ اب محترم مضمون نگار اور ان کے رفقاء راقم السطور کی ان معروضات سے مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

رہا حضرت امیر شریعت اور احرار کا تعلق! تو یہ حقیقت آفتاب جہاں تاب کی طرح روشن ہے کہ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ مرتے دم تک احرار میں رہے۔ ہمارے اس دعوے پر حضرت شاہ جی کا یہ قولِ صادق برہانِ قاطع ہے کہ:

> ''خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے، میں مجلس احرار اسلام کا علم بلند رکھوں گا۔ حتیٰ کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر بھی یہ سرخ پھریرا لہراتا رہے گا۔''
>
> (تحریری خطبۂ صدارت، مولانا عبید اللہ انورؒ، جلسہ بیادِ حضرت امیر شریعتؒ ۳۰ راگست ۱۹۶۲ء۔ لاہور)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

جانشینِ امیر شریعت، امامِ اہلِ سنت، حضرت مولانا

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

سید محمد کفیل بخاری

لاہور سے شائع ہونے والے معاصر ماہنامہ ''حق چار یار'' میں چند ماہ سے عبد الجبار سلفی نامی ایک صاحب کا مضمون بعنوان ''یزیدی فتنہ'' قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں اس مضمون کی دسویں قسط شائع ہوئی جس کے آغاز میں موصوف نے جانشین امیر شریعت امام اہلسنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ اور نہایت توہین آمیز لب ولہجہ اختیار فرمایا ہے۔ موصوف اس تحریر کے ذریعے ایک جیّد عالم دین، فقیہ وقت، شیخ طریقت اور نامور محقق و مصنف کے بارے میں حلقۂ دیو بند کو کیا تأثر دینا چاہتے ہیں، قارئین ملاحظہ فرمائیں۔
لکھتے ہیں:

> ''اعتدال بڑی نعمت ہے اور اشتعال سراسر نقصان! اشتعال کی بھڑکی انگیٹھی کو ٹھنڈا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے...... اکابرین اہلِ سنت کے وصفِ اعتدال نے ہی انہیں سرخرو کیا ہے...... شدت، تلخی، غصہ اور تعصب سے فاصلے بڑھتے ہیں کم نہیں ہوتے۔
>
> علماء کرام وارثین انبیاء ہیں اور انبیاء تحمل و بردباری کے فلک بوس پہاڑ ہوتے تھے...... اس لیے اس طبقہ کے لیے ٹھنڈا مزاج ہونا ضروری، نہایت ضروری ہے۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''معاویہ'' نامی بیٹے کے ساتھ نوابزادہ نصر اللہ خاں سے ملنے گئے۔ نوابزادہ نے برخوردار کا نام پوچھا...... بتایا گیا۔ معاویہ، انہوں نے کہیں تفنن طبع کے طور پر کہہ دیا...... ''یہ آپ کو مروائے گا''...... مقصد یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے دشمنان دین بدکتے ہیں، بھاگتے ہیں اور یہ نام انہیں گوارا نہ ہوگا تو لوگ آپ کے دشمن بن بیٹھیں گے۔ بہرحال کہنے والے کی مراد خدا جانے کیا تھی؟ اور کیا نہ تھی؟ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا کہ بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے جراثیم اہلِ سنت میں بھی سرایت کر آئے ہیں...... اب نوابزادہ مرحوم تو عالم نہ تھے، بالفرض اس جملے سے ان کی کوئی منفی مراد تھی، تو انہیں ''مقام صحابیت'' اور ''شرفِ صحابیت'' سے آگاہ کرنا عالم دین کا کام تھا، اس واقعے نے اور اس جیسے چند دیگر واقعات نے یہ سوچ پیدا کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے یزید کی کاسہ لیسی ضروری ہوگئی ہے...... لہٰذا اب حقائق کو بے دردی سے ذبح کر کے اسلاف کے نقوشِ پا کو مٹا کر، حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو گرا کر بہرصورت یزید کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہے......''
>
> (ماہنامہ ''حق چار یار'' لاہور، صفحہ ۲۰، ستمبر ۲۰۱۰ء)

قارئین! آپ نے سلفی صاحب کی اشتعال کی بھڑکتی انگیٹھی، شدت، تلخی اور غصہ ملاحظہ فرمایا۔

(۱) حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب مرحوم کو کیا جواب دیا اور اس میں کیا اشتعال انگیزی اور شدت تھی۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔

(۲) نواب زادہ صاحب مرحوم سے منسوب جملہ کہ ''یہ آپ کو مروائے گا''۔ اس کی توضیح و تشریح بھی سلفی صاحب نے خود ہی کی۔ اسی طرح حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواباً منفی تأثر بھی سلفی صاحب نے خود ہی قائم فرمالیا ہے۔ دونوں شخصیات کے حوالے سے مثبت اور منفی دونوں جملے سلفی صاحب کے اپنے تراشیدہ ہیں۔

یہ ایک نہایت عجیب و غریب نتیجہ ہے، کہ جس کے دونوں ہی مقدمے مفروضہ ہیں۔ صغریٰ بھی مفروض اور کبریٰ بھی۔ اور حد اوسط؟ حد اوسط متکلم کی ثقاہت اور دیانت ہے جس کو گرائے بغیر یہ نتیجہ برآمد نہ ہوسکتا تھا۔

(۳) حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت حافظ سید محمد معاویہ بخاری دامت برکاتہم ماشاءاللہ حیات ہیں...... اور وہ حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ:

> ''۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت کے دوران عید گاہ ملتان میں جلسہ تھا جس کی صدارت محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے۔ حضرت والد ماجد مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اس جلسے میں مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک تھے اور انہوں نے خطاب بھی فرمایا۔ سٹیج پر حضرت والد ماجد کے دائیں طرف محترم نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم اور بائیں طرف سید مظفر علی شمسی (صدر ادارہ تحفظِ حقوقِ شیعہ) بیٹھے تھے۔ شمسی صاحب کے استفسار پر والد ماجد نے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا...... ''محمد معاویہ، میرا بیٹا ہے''، نام سنتے ہی شمسی کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں ایک لفظ نکلا ''اوہ!'' ان کی کیفیت ایسی تھی جیسے انہیں کرنٹ لگا ہو۔ نواب زادہ صاحب اس منظر سے لطف اندوز ہوئے اور زیرِ لب مسکراتے رہے۔ وہ مجھ سے پہلے ہی متعارف تھے اور انہوں نے مجھے پیار بھی کیا۔ بس اتنا واقعہ ہے۔ نہ تو نواب صاحب کا کوئی بات کرنا میرے حافظے میں ہے اور نہ ہی والد ماجد قدس سرہٗ کا۔''

(۴) جس شخص کی ساری زندگی دفاع و مدحِ صحابہ کرنے اور مسلمانوں کو مقامِ صحابہ سمجھانے میں گزری اور اِس مقدس مشن کی آبیاری کرنے کی پاداش میں جس نے اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت کی کبھی پروانہ کی اس شخصیت کو مقامِ صحابیت سمجھانے کی تجویز دینے کی بجائے سلفی صاحب اپنے حدود دار بعہ کا تعین کرلیں تو ان کے لیے نفع بخش ہوگا۔

(۵) سلفی صاحب کو معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی

میں اپنا نام ’’سید عطاء المنعم ‘‘ سے بدل کر ابوذر بخاری اختیار کر لیا تھا اور بیٹے کی نسبت سے ’’ابو معاویہ‘‘ کنیت تھی اور وہ تمام عمر اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔لیکن سلفی صاحب نے سید ’’ابو معاویہ‘‘ لکھنا گوارا نہیں کیا۔

(۶) رہی بات اہلِ سنت میں بغضِ معاویہ کے سرایت کرنے کی تو گزارش ہے کہ اس دفتر کو نہ ہی کھولا جائے تو بہتر ہے۔حقیقتِ واقعی یہ ہے کہ اہلِ سنت کے بعض علماء نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے بہت میں نازیبا اور قابلِ اعتراض باتیں لکھی ہیں۔خود حضرت ابو معاویہ ابوذر بخاری نے جب اپنے بیٹے کا نام ’’معاویہ‘‘ رکھا تو بعض بزرگوں نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔جس کا تذکرہ ان کے مرنے کے بعد مناسب نہیں۔(اللّٰہم اغفرلہم وارحمہم)

(۷) امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی حیثیت مسلّمہ ہے۔الحمدللہ وہ علم اور حلم دونوں صفات سے متصف تھے۔......وہ

☆ حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہٗ کے علمی، فکری اور نسبی جانشین تھے۔

☆ مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔حضرت رائے پوری نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور رمضان میں تراویح میں ان سے قرآن کریم سنا۔

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ رائے پوری (ساہی وال) رحمہم اللہ کے جیّد اور قابلِ فخر شاگرد تھے۔

☆ ان کے اساتذہ، ان کے عقیدہ اور فکر و نظر سے بخوبی آگاہ اور مؤید و حامی تھے۔وہ جامعہ خیر المدارس میں استاذ بھی رہے تھے۔

☆ ۱۹۸۱ء مطابق ۱۴۰۱ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے فرمایا:

> ’’بعض ابلیسانِ عصر حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد کی خدمت میں میری جھوٹی سچی چغلیاں لے کر پہنچا کرتے تھے۔
> حضرت مولانا نے مجھے طلب فرمالیا، اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے اپنا مؤقف اُن کے سامنے رکھا اور عرض کیا
> کہ یہی کچھ آپ نے مجھے پڑھایا تھا۔حضرت الاستاذ نے تسلی دی اور فرمایا تم صحیح کہتے ہو اور صحیح مسلک پر ہو۔‘‘

واضح ہو کہ یہ گفتگو برسرِ منبر، سینکڑوں علماء و طلباء کے سامنے کی گئی جس میں حضرت استاذ العلماء کے جانشینان و فیض یافتگان موجود تھے۔

☆ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس اللہ سرہٗ العزیز نے انہیں ’’فصیح البیان‘‘ کا خطاب عطا فرمایا۔وہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں بڑے اہتمام سے آخری خطاب ہمیشہ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ

علیہ کا کراتے تھے۔ حضرت مولانا ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب تک صحت رہی خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں اُسی اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے رہے اور خطاب بھی فرماتے رہے۔

☆ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا:

''آپ اس وقت پاک و ہند میں علمِ اسماء الرجال کے امام ہیں''

☆ مفکّرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب آخری بار پاکستان تشریف لائے تو لاہور میں جامعہ اشرفیہ میں قیام فرمایا۔ دورانِ قیام طلباء اور اساتذہ کے ساتھ ایک غیر رسمی نشست میں تشریف فرما تھے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا:

''حضرت اس وقت تو ہمیں آپ کی ہمنشینی میسر ہے لیکن آپ عن قریب واپس روانہ ہو جائیں گے، یہ ارشاد فرمایئے کہ پاکستان میں بقیدِ حیات افراد میں سے یا اُن مرحومین میں سے جو کہ اپنے پیچھے علمی اثاثہ چھوڑ گئے ہوں، علماء کی سطح پر علمی مسائل کے حل اور تشفی کے لیے کون سی شخصیت مرجع کی حیثیت رکھتی ہے؟''۔ حضرت علی میاں نے بلا تأمل حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہ کا نام لیا۔ پھر شاندار الفاظ میں ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کے حامل تھے۔ افسوس! پاکستان کے علماء نے اُن کی شخصیت سے جھگڑے وابستہ رکھے مگر جتنا فائدہ اُن کے علم اور تحقیقی صلاحیتوں سے اُٹھایا جا سکتا تھا کسی نے اِس طرف توجہ نہ کی۔ مجھے اُن کی شخصیت کے علمی پہلو کی طرف حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے متوجہ کیا تھا۔ تحقیق کا تعلق تقید کے ساتھ ہے اور تقید کا برداشت کے ساتھ۔ یہاں لوگ علمی تحقیق و تنقید ذاتیات سے وابستہ کر کے جھگڑے پیدا کر لیتے ہیں اور بڑی شخصیات کے علمی مقام کی طرف اتنی توجہ نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کا اتنا اعتراف کیا جاتا ہے بلکہ جھگڑے وابستہ کیے جاتے ہیں اور زندہ رکھے جاتے ہیں''۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کے بقول:

> ''مولانا سید ابوذر بخاری کی سوچ، اندازِ تکلم اور خطابت میں اپنے والد ماجد کی بڑی دلکش جھلک موجود تھی۔ بلا کے ذہین، خطابت میں فصاحت و بلاغت انہوں نے اپنے والد سے میراث میں پائی تھی اور اندازِ زندگی بھی اپنے والد کی طرح درویشانہ تھا۔ انہوں نے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے علوم سے استفادہ کیا تھا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے مجازِ بیعت تھے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ناموس کا تحفظ اور ان اساطینِ امت کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والوں کی تردید ان کی زندگی کا خاص مشن تھا اور

اپنی جدوجہد میں انہوں نے بہت سی صعوبتیں جھیلیں، قید و بند کے مراحل سے بھی گزرے لیکن کوئی انہیں اپنے موقف سے متزلزل نہ کر سکا۔“

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کو اس لیے زیادہ اہمیت دی کہ دشمنانِ صحابہ کی تنقید کا سب سے زیادہ نشانہ وہی بنے۔ فرمایا کرتے:

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جماعتِ صحابہ کا دروازہ ہیں۔ دشمنانِ صحابہ کو یہیں روک لو۔ ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تک پہنچنے ہی نہ دو۔ اس دروازے کے چوکیدار بن جاؤ اور کسی دشمن کو آگے نہ بڑھنے دو۔“

ایک مرتبہ جامعہ خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے تو نمازِ ظہر کے لیے وضو بنا رہے تھے۔ وضو سے فارغ ہوئے تو جامعہ کے ایک استاذ (حال استاذِ حدیث) نے استفسار کیا کہ

شاہ جی! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے؟

فرمایا: صرف حق پر ہی نہیں، عینِ حق تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب کس نے نکال لیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باطل، باغی اور خاطی تھے۔

فرمایا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں میرا موقف نہیں عقیدہ ہے۔ موقف بدل جاتا ہے، عقیدہ نہیں بدلتا۔ صحابۂ کرام کو تاریخ سے نہیں قرآن و حدیث سے سمجھو تو تمام صحابہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی۔

حضرت ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریریں اور سینکڑوں تقریریں ان کے مسلک کو سمجھنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ پکے حنفی بہادر باپ کے بہادر بیٹے تھے۔ وہ کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئے۔ انھوں نے ہر مقام پر اپنے مسلک و موقف کو بڑی جرأت سے بیان کیا۔ ہمیشہ سچ بولا جس سے نام نہاد تقدس مآبوں کے فلک بوس بُت زمیں بوس ہو گئے۔ انھوں نے کبھی حقائق کو بے دردی سے ذبح نہیں کیا بلکہ حقائق مسخ کرنے والے مکروہ سبائی چہروں کو بے نقاب کیا انھوں نے اسلاف کے نقوشِ پا کو مٹایا نہیں بلکہ انھیں اجالا۔ بعض ابن الوقت مفاد پرستوں اور مسلک دیو بند کے تاجروں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا تھا: ”اکابر دیو بند کے نام پر روٹیاں تم نے کھائیں اور مار ہم نے کھائی۔“ وہ علماء دیو بند کے فکر و مسلک کے امین و ترجمان تھے۔ یزید کے بارے میں اُن کا نقطۂ نظر بھی علماء دیو بند کے مسلک کے عین مطابق تھا۔ جسے انہوں نے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے سامنے بیان کر کے اُن کی تائید حاصل کی تھی۔ انہوں نے کبھی بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یزید سے تقابل نہیں کیا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو (نعوذ باللہ) گرایا اور نہ ہی یزید کو اُن کے مقابلے میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا ان کا مسلک و موقف احناف کے مطابق اعتدال پر مبنی تھا۔ فرمایا کرتے:

”سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ کے محبوب نواسے ہیں، اسی لیے تمام صحابہ اور پوری امت کے محبوب ہیں۔ اللہ کے فضل سے میں حسنی بھی ہوں اور حسینی بھی۔ میری رگوں میں انہی کا پاکیزہ خون دوڑ رہا ہے۔ یزید، تابعی ہے اور یہ مسئلہ علم التاریخ سے تعلق رکھتا ہے، علم العقائد سے نہیں۔ یہی بات حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے